© rasailojaraid.com

یہ ہے کہ یہ سب کے سب حضرتِ استاذ کے سرچشمہ فیض ہی کا ثمرہ اور انہی کی پیدا کی ہوئی روح کا نتیجہ ہیں۔ رضی اللہ عنہ وارضاہُ

ڈاکٹر اقبال مرحوم

وا دریغا! دو سال کی طویل علالت کے بعد اسلام کے مایۂ ناز فرزند ڈاکٹر سر محمد اقبال نے بتاریخ ۲۱ر اپریل ۱۹۳۸ء لاہور میں انتقال فرمایا، اور ہماری بزمِ علم و حکمت کو خالی چھوڑ کر راہگرائے عالم جاودانی ہوگئے اقبال کا وجود عشقِ رسول کا پیکر تھا۔ آخیر عمر میں تو یہ حالت ہوگئی تھی کہ جہاں "مدینہ" یا "آقائے مدینہ" کا ذکر آیا اور بےساختہ رونے لگے۔ ان کی شاعری علم و حکمت کے انمول موتیوں کا خزانہ اور اُنکی زبان حقیقت و معرفت ربانی کی ترجمان تھی ان کا قلب اسلامی سوز و گداز سے معمور اور ان کا دماغ حبِ اسلام کے نشہ سے مخمور تھا۔ وہ اگرچہ انگلینڈ اور جرمنی کی اعلیٰ یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ تھے لیکن خمستانِ حجاز کی جس بادۂ ہوش افزا کے چند جرعے انھوں نے اپنی طفولیت کے ابتدائی دنوں میں لے لئے تھے اس کا نشہ کم ہونے کے بجائے دن بدن بڑھتا ہی گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی زندگی سرتاپا اسلامی سوز و گداز بن کے رہ گئی اقبال نے اسلام کے دورِ عروج و تنزل کا بہت عمیق مطالعہ کیا تھا اور ان کی شاعری میں اسلام کے روشن مستقبل سے متعلق بہت کچھ امید افزا خیالات پائے جاتے ہیں اقبال نے اپنا ترانہ اس وقت چھیڑا جبکہ ہنگامہ غدر کے اثراتِ مابعد سے مسلمانوں پر انتہائی جمود و خمود کا عالم طاری تھا۔ اور انکے قومی و ملی احساسات پامال ہوچکے تھے اقبال نے اپنے حیات آفریں نغموں سے اس دل شکستہ قوم کو ابھارا اور زندگی کے احساس سے پھر انہیں معمور کردیا

ڈاکٹر اقبال مرحوم کی وفات حسرت آیات کا صدمہ ہمیں اس لئے بھی زیادہ محسوس ہوتا ہے کہ آں مرحوم میں اور ہمارے استاذ حضرت شاہ صاحبؒ میں ایک خاص قلبی ارتباط تھا۔ ڈاکٹر صاحب علوم اسلامیہ میں حضرت شاہ صاحب کو اپنا مرشد و رہنما جانتے تھے اور دل و جان سے اُن کی عزت کرتے تھے۔ چنانچہ خطبات مدراس جو "The Reconstruction of Religious Thought in Islam" کے نام سے شائع ہوچکے ہیں ان میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ڈاکٹر صاحب نے حضرت شاہ صاحب سے اپنے علمی استفادہ کا برملا اعتراف کیا ہے اُدھر حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ ڈاکٹر صاحب کی علمیت لیاقت، اسلام پرستی وفقر منشی کی قدر کرتے تھے اور دونوں میں مراسلت کا سلسلہ جاری تھا۔ دیوبند سے حضرت شاہ صاحب کی علیحدگی کے بعد ڈاکٹر صاحب کی دلی خواہش تھی کہ کسی طرح حضرت مرحوم لاہور میں مستقل قیام کرنا منظور فرمالیں لیکن چند در چند موانع کے باعث ایسا نہ ہوسکا حضرت شاہ صاحب سے اس خاص تعلق کے علاوہ ندوۃ المصنفین جن اغراض ومقاصد کے ماتحت قائم ہوا ہے ڈاکٹر اقبال مرحوم کو ان سے خاص دلچسپی تھی اور اپنی گفتگو میں ان کی اہمیت کو بڑے زور سے بیان کرتے تھے، علی الخصوص فقہ کی جدید ترتیب وتدوین کا مسئلہ انکی نظر میں بڑی اہمیت رکھتا تھا اور حضرت شاہ صاحب سے بھی بارہا اس کا تذکرہ کرچکے تھے اس بنا پر ندوۃ المصنفین کے ابتدائی قیام سے ہی ہمارا ارادہ تھا کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کو اپنے ادارہ کے بورڈ آف ٹرسٹیز میں شامل کریں اور ہمیں قوی توقع تھی کہ آں مرحوم ہماری اس خواہش کو مسترد نہ کرتے۔

صد حیف کہ ابھی ہم ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کرنے کے لئے لاہور کا ارادہ ہی کررہے تھے کہ اچانک ان کی وفات کی اطلاع آگئی اور ہمارا یہ منصوبہ دل کا دل ہی میں رہ گیا

وما کان قیس ھلکہ ھلک واحد ولکنہ بنیان قوم تھدما

حق تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور اپنی بیش از بیش نعمتوں سے نوازے۔ آمین ثم آمین

حضرت مولانا سید سراج احمد رشیدی مرحوم

اس سلسلہ میں ہم کو اپنے استاذ حضرت مولانا سید سراج احمد رشیدی کا بھی ماتم کرنا ہے۔ حضرت مولانا دیوبند کے قدیم اساتذہ میں سے تھے۔ القاسم کے دور اول میں اس کی ادارت کے فرائض آپ سے متعلق تھے صاحب علم وفضل ہونے کے ساتھ صاحب باطن تھے حضرت مولانا گنگوہی سے نسبت حاصل تھی بیحد ذاکر شاغل، وضع کے پابند، اخلاق ومروت کا مجسمہ، بزرگانہ خصائل وشمائل کے پیکر، طلبہ کے مونس وغمخوار

© rasailojaraid.com